

نئے اسلامی سال کی مبارک!

اللهم أهله علينا بالأمن والإيمان والسلامة والاسلام ربى وربك الله

اسلام کا سال نو شروع ہو چکا ہے، ہم دعا کرتے ہیں:-

”اے اللہ! سال نو کا یہ چاند ہم پر امن اور ہمارے ایمان کی سلامتی اور ترقی اور ہمارے لئے سلامتی اور اسلام کی ترقی کی نوید بنا کر طلوع فرما“۔ عالم اسلام جن خطرات سے دوچار ہے، ان پر نظر کریں تو حالات کی سنگینی دیکھ کر راتوں کی نیند اڑ جاتی ہے۔ فلسطین، کشمیر، عراق، افغانستان اور پاکستان میں اغیار نے خونِ مسلم کی ندیاں بہادی ہیں۔ اس خونِ ناحق میں اغیار کا کردار الگ رکھیں اور خود مسلمان حکمرانوں کی برادر کشی دیکھیں تو دل خون کے آنسو روتا ہے۔ عراق، افغانستان اور پاکستان میں برسرِ اقتدار مسلمان، اپنے ہاتھوں سے اپنی مسلمان پبلک کو مارا اور مر وار ہے ہیں۔ عراق کا نور الما لکی، افغانستان کا حامد کرزئی اور پاکستان کا یوسف گیلانی، تینوں ایک ہی پالیسی پر گامزن ہیں۔ امریکی صدر بش کا اب چل چلاؤ ہے۔ وہ عراق سے جوتے کھا کر نکلا ہے۔ ہم منتظر زیدی کو سلام پیش کرتے ہیں۔ اس نے اسے جوتے مار کر پورے عالم اسلام کا کلیجہ ٹھنڈا کر دیا ہے۔ مگر بارک اوباما سے بھی خیر کی کوئی امید وابستہ کرنا، خود فریبی ہی ہوگی۔ یحییٰ خان کو مد ہوش کہہ کر، سانحہ مشرقی پاکستان پر خود کو تسلی دے لینا بھی ہماری کم فہمی ہے۔ موجودہ پاکستان کی سالمیت کو نقصان پہنچانے کے امریکی، بھارتی اور اسرائیلی منصوبے اور نقشے اور امریکی و یورپی اخبارات میں چھپنے والی رپورٹیں، گریٹر بلوچستان اور پنجتستان کے قیام کی خبریں دل دہلا دیتی ہیں مگر اربابِ بست و کشاد کی بے حسی، یحییٰ خان کی مد ہوشی کا نمونہ پیش کرتی ہے۔ قومی پریس تو اتار سے یہ ہولناک خبریں چھاپ رہا ہے مگر کسی کے کان پر جوں تک نہیں ریگتی۔ اے۔ این۔ پی جو مرکز میں اور صوبہ سرحد میں برسرِ اقتدار ہے، پنجتستان کے سلسلے میں، اپنی ایک تاریخ رکھتی ہے اور اسی کے اقتدار میں حال ہی میں گریٹر پنجتستان کے پوسٹر صوبہ سرحد میں لگائے گئے۔ مگر مرکزی حکومت نے اس کا روائی کے پیچھے پوشیدہ ہاتھ تلاش کرنے کی کوئی کوشش نہیں کی۔ یوں سازشیں پروان چڑھتی جا رہی ہیں اور حکومت بس..... حکومت کر رہی ہے۔ بلکہ حکومت اس حد تک غیر ذمہ دار ہے کہ وزیراعظم، نیشنل اسمبلی کے فلور پر کھڑے ہو کر، صوبہ سرحد کو پنجتستان خواہ کہہ دیتے ہیں حالانکہ آئین میں وفاقی پاکستان میں پنجتستان خواہ نام کی کوئی اکائی آئین میں مذکور نہیں ہے کیا کوئی وزیراعظم، باہوش ہو یا مد ہوش، آئین پاکستان سے اپنے عہد و فاکو یوں بھی بے توقیر کر سکتا ہے؟ ایک صوبہ کا نام تبدیل کرنا کوئی بڑی بات نہیں ہے۔ لیکن ایک ایسا نام جو مخالفین پاکستان نے، تحریک پاکستان کے مقابلے میں، پسند کیا

تھا، اسے صوبہ سرحد کیلئے منظور کر لینا، پوری تحریک پاکستان کو جھٹانے کے مترادف ہے۔

خان عبدالغفار نے اپنے لئے سرحدی گاندھی کا نائٹل پسند کیا۔ صوبہ سرحد میں ریفرنڈم کرایا اور منہ کی کھائی۔ آج ان کی اولاد پیپلز پارٹی کے ذریعے وہ بازی جیتنا چاہتی ہے جو باجا خان نے قائد اعظم سے ہاری تھی۔ بختون خواہ، بختونستان کی منزل کی طرف پہلاٹھوس قدم ہوگا۔ تم بالائے تم یہ کہ اے۔ این۔ پی نے سرکاری عمارات پر بغیر کسی آئینی اختیار کے بختون خواہ لکھنے کا اعلان کر دیا ہے۔ اگر کوئی اسمبلی اپنی ایک قرارداد کے ذریعے اپنے صوبے کا نام تبدیل کر سکتی ہے تو کل کلاں، وہ اپنی اسی قسم کی قرارداد کے ذریعے وفاق سے علیحدگی کا اعلان بھی کر سکتی ہے۔ ملکی سلامتی کا ایک ہی نسخہ ہے۔ ایک ہی رشتہ ہے جو وفاق کی اکائیوں کو صدق دل سے آپس میں مربوط رکھ سکتا ہے۔ یہ رشتہ اسلام ہے۔ ہمیں نہایت افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ ملک میں روز بروز اسلام کو کمزور کیا جا رہا ہے اور ریاستی مشینری میں اسلام کا عمل دخل گھٹایا جا رہا ہے۔ کار مملکت کے سارے مظاہر سیکولر کئے جا رہے ہیں۔ اہل اقتدار کے سامنے کوئی سمت نہیں ہے۔ اسلامی طرز حیات کو، حکومتی ایوانوں سے بے دخل کیا جا رہا ہے۔ قیام صلوٰۃ کیلئے کوئی پالیسی تو درکنار، ذکر صلوٰۃ بھی نہیں کیا جاتا۔ ریڈیو اور ٹی۔ وی پر غیر اسلامی مظاہر سے پلیس بھی شرمندہ ہو جاتا ہے۔ حکومت آئین پاکستان کے تحت قیام صلوٰۃ کی پابند ہے مگر اس سمت میں کوئی قدم کسی حکومت نے نہیں اٹھایا۔ یوں دین کو سیکولر پالیسی کے تحت فرد کا پرائیویٹ معاملہ بنا کر رکھ دیا گیا ہے۔

زندہ تو میں ماضی کے آئینے میں اپنے مستقبل دیکھتی ہیں۔ سال گزشتہ کے آئینے میں دیکھیں تو آنے والا سال بھی بڑا بھیا نک دکھائی دیتا ہے۔ سلامتی کونسل ہمارے شہریوں کو دہشت گرد کہہ رہی ہے اور حکومت نہایت فرمان برداری سے اس کی قراردادوں پر عمل کر رہی ہے۔ تخریب کاری ممبئی میں ہو تو ملزم پاکستان! کابل میں ہو تو ذمہ دار پاکستان مگر اسلام آباد میں ہو، پشاور میں ہو تو ملزم طالبان..... حکومت پاکستان کے پاس ٹھوس ثبوت موجود ہیں کہ پاکستان میں تخریب کاری کی ہر کاروائی کے پیچھے انڈیا کا ہاتھ ہوتا ہے مگر جرأت کا اتنا فقدان ہے کہ حکومت انڈیا کو ملزم نہیں کہہ سکتی۔ ایسا کیوں ہے؟ اس لئے کہ ہماری قیادت میں حب وطن کا وہ جذبہ نہیں ہے جو بھارتی قیادت میں ہے۔ وہاں تاج ہوٹل اور اورائے ریسٹورنٹ جلتے تو کرناٹک کا وزیر اعلیٰ مستعفی ہو گیا۔ وہاں ریل کا حادثہ ہوا تو وزیر ریلوے لعل بہادر شاستری مستعفی ہوا مگر..... ہمارے کسی وزیر ریلوے کو یہ اخلاقی جرأت دکھانے کی کبھی توفیق نہ ہوئی حالانکہ یہاں ریلوے کے بڑے بڑے ہولناک حادثے ہوئے۔ ملک گیر تخریب کاری روکنے میں ناکامی پر کوئی وزیر داخلہ شرمندہ نہ ہوا۔ معیشت کی ڈوبتی ہوئی نیا کو بچانے کیلئے اصل کام یعنی حکومتی سطح پر بچت کی پالیسی اپنانے کی بجائے، اسراف و تبذیر کی راہیں کشادہ کی جا رہی ہیں۔ وزیر بننے والے لوگ ہی، کچھ احساس کرتے اور وزیر بننے کیلئے ہاتھ پاؤں نہ مارتے۔ ممبران اسمبلی میں ہی کوئی قومی درد ہوتا تو اپنی تختواہیں لینے سے انکار کر دیتے اور معیشت کی ڈوبتی ہوئی کشتی پر سے کچھ ہی بوجھ کم کر دیتے۔ (وما علینا الا البلاغ)